وارثین کتابِ الٰہی کے تین گروہ

حافظ محبوب احمد خان

نبی اکرم ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اُمت کو اپنی کتاب یعنی قرآن مجید کا وارث ٹھہرایا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام تسلیم کیا۔ یہی لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر سب مسلمان عملاً ایک ہی درجے کے نہیں ہیں' اگرچہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے انہیں دوسرے انسانوں پر برتری حاصل ہے اور وارثِ کتاب ہونے کا شرف بھی۔ مسلمانوں میں کچھ اہل ایمان تو وہ ہیں جو عملی طور پر بہت پیچھے ہیں' گناہ گار اور مجرم ہیں' ان کا معاملہ بقول ساغر صدیقی ایسا ہے کہ ؎

آؤ اِک سجدہ کریں عالمِ مدہوشی میں
لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں

یعنی کبھی کبھی اپنی جبین کو اللہ کی بارگاہ میں جھکا بھی لیتے ہیں' جبکہ کچھ دوسرے اہل ایمان وہ ہیں جو نیکی کے کام بھی کرتے ہیں' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کسی حد تک فرماں برداری بھی اختیار کرتے ہیں' مگر اُن سے کچھ گناہ کے کام بھی سرزد ہو جاتے ہیں۔ یوں اُن کی زندگی اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کا مجموعہ ہوتی ہے۔ بقول شاعر ؎

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا!

اور اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو احکامِ الٰہی پر عمل کرنے کی کوشش میں پیش پیش ہوتے ہیں' بھلائی کے کاموں میں مستعدی دکھاتے ہیں' دینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار اور منتظر رہتے ہیں۔ جونہی کوئی دین کا تقاضا ان کے سامنے آتا ہے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ بقول شاعر ؎

واپس نہیں پھیرا کوئی فرمان جنوں کا
تنہا نہیں لوٹی کبھی آواز جرس کی
خیریتِ جاں' راحتِ تن' صحتِ داماں
سب بھول گئیں مصلحتیں اہل ہوس کی

اوراگر بشری تقاضے کے تحت اُن سے کوئی معصیت سرزد ہو جائے تو شرمسار ہو کر اللہ کے حضور استغفار و مناجات کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا تینوں گروہوں کا ذکر کلام اللہ کی سورۂ فاطر کی آیت ۳۲ میں اس طرح ہے:

﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ ۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴾ (فاطر)

''پھر ہم نے کتاب (قرآن مجید) کے وارث کیے وہ لوگ جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں میں سے' پھر کوئی اُن میں برا کرتا ہے اپنی جان کا' اور کوئی اُن میں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی ان میں آگے بڑھ گیا ہے لے کر خوبیاں اللہ کے حکم سے' یہی ہے بڑی بزرگی۔''

یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلمانوں کا پوری نوع انسانی میں سے چھانٹ کر انتخاب کیا گیا ہے کہ وہ کتاب اللہ کے وارث ہیں اور محمد ﷺ کے بعد انہیں چاہیے کہ وہ اس کی دعوت کو لے کر اُٹھیں۔ اگرچہ یہ کتاب تو پیش کی گئی ہے سارے انسانوں کے سامنے' مگر جنہوں نے آگے بڑھ کر اسے قبول کر لیا وہی اس شرف کے لیے منتخب کر لیے گئے کہ قرآن جیسی کتابِ عظیم کے وارث اور محمد عربی ﷺ جیسے رسول کی تعلیمات و ہدایت کے امین بنیں۔ اس آیت میں مذکور تینوں طبقوں کی وضاحت میں مختلف مفسرین نے اظہارِ خیال کیا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ فرماتے ہیں:

''(ا) ﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ﴾ ''اپنے نفس پر ظلم کرنے والے''۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کو سچے دل سے اللہ کی کتاب اور محمد ﷺ کو ایمان داری کے ساتھ اللہ کا رسول تو مانتے ہیں' مگر عملاً کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی پیروی کا حق ادا نہیں کرتے۔ مؤمن ہیں مگر گناہ گار ہیں۔ مجرم ہیں مگر باغی نہیں ہیں' ضعیف الایمان ہیں' مگر منافق اور دل و دماغ سے کافر نہیں ہیں۔ اسی لیے ان کو ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ہونے کے باوجود

وارثینِ کتاب میں داخل اور خدا کے چنے ہوئے بندوں میں شامل کیا گیا ہے' ورنہ ظاہر ہے کہ باغیوں اور منافقوں اور قلب و ذہن کے کافروں پر ان اوصاف کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ تینوں درجات میں سے اس درجہ کے اہل ایمان کا ذکر سب سے پہلے اس لیے کیا گیا ہے کہ تعداد کے لحاظ سے اُمت میں کثرت انہی کی ہے۔

(۲) ﴿وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ﴾ ''بیچ کی راس''۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اِس وراثت کا حق کم و بیش ادا تو کرتے ہیں مگر پوری طرح نہیں کرتے۔ فرماں بردار بھی ہیں اور خطا کار بھی۔ اپنے نفس کو بے لگام تو انہوں نے نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ اسے خدا کا مطیع بنانے کی اپنی حد تک کوشش کرتے ہیں' لیکن کبھی یہ اس کی باگیں ڈھیلی بھی چھوڑ دیتے ہیں اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ان کی زندگی اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کا مجموعہ بن جاتی ہے۔ یہ تعداد میں پہلے گروہ سے کم اور تیسرے گروہ سے زیادہ ہیں' اس لیے ان کو دوسرے نمبر پر رکھا گیا ہے۔

(۳) ﴿وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ''نیکیوں میں سبقت کرنے والے''۔ یہ وارثین کتاب میں صفِ اوّل کے لوگ ہیں۔ یہی دراصل اس وراثت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ یہ اتباع کتاب وسنت میں بھی پیش پیش ہیں' خدا کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے میں بھی پیش پیش' دین حق کی خاطر قربانیاں کرنے میں بھی پیش پیش' اور بھلائی کے ہر کام میں پیش پیش۔ یہ دانستہ معصیت کرنے والے نہیں ہیں' اور نادانستہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر متنبہ ہوتے ہی ان کی پیشانیاں شرم سے عرق آلود ہو جاتی ہیں۔ ان کی تعداد اُمت میں پہلے دونوں گروہوں سے کم ہے اس لیے ان کا آخر میں ذکر کیا گیا ہے اگرچہ وراثت کا حق ادا کرنے کے معاملہ میں ان کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے...... پھر اسی کی تائید نبی ﷺ کی وہ حدیث کرتی ہے جسے حضرت ابوالدرداء ؓ نے روایت کیا ہے اور امام احمدؒ' ابن جریرؒ' ابن ابی حاتمؒ' طبرانیؒ' بیہقیؒ اور بعض دوسرے محدثین نے اسے نقل کیا ہے۔ اس میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

((فَاَمَّا الَّذِيْنَ سَبَقُوْا فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ' وَاَمَّا الَّذِيْنَ اقْتَصَدُوْا فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يُحَاسَبُوْنَ حِسَابًا يَّسِيْرًا ' وَاَمَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاُولٰئِكَ يُحْبَسُوْنَ طُوْلَ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِيْنَ تَتَلَقَّاهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ فَهُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ))

''جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے' اور جو بیچ کی راس رہے ہیں اُن سے محاسبہ ہو گا مگر ہلکا محاسبہ۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو وہ محشر کے پورے طویل عرصہ میں روک رکھے جائیں گے' پھر انہی کو اللہ اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا''۔(۱)

امام المفسرین علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

''اس بزرگ کتاب یعنی قرآن کریم کو ہم نے منتخب بندوں کے ہاتھوں میں دیا' یعنی اس اُمت کے' پھر ان میں تین قسم کے لوگ ہو گئے۔ بعض تو ذرا کچھ آگے پیچھے ہو گئے' وہ ظالم نفس کہلائے' ان سے کچھ حرمت والے کام بھی سرزد ہو گئے۔ بعض درمیانہ درجے کے رہے جنہوں نے محرمات سے اجتناب کیا' واجبات بجالاتے رہے' لیکن کبھی کبھی کوئی مستحب کام ان سے چھوٹ بھی گیا اور کبھی کوئی ہلکی سی نافرمانی بھی سرزد ہو گئی۔ بعض درجوں میں بہت ہی آگے نکل گئے۔ واجبات چھوڑ مستحبات کو بھی انہوں نے نہ چھوڑا اور محرمات چھوڑ مکروہات سے بھی یکسر الگ رہے' بلکہ بعض مرتبہ مباح چیزوں کو بھی ڈر کر چھوڑ دیا''۔(۲)

سید قطب شہیدؒ فرماتے ہیں:

''اس آیت کے پہلے حصے میں اللہ کے نزدیک اس اُمت کی عزت و بزرگی کا ذکر ہے' اور اس کے ساتھ ہی اس کی ذمہ داری کی عظمت و ضخامت کی طرف اشارہ ہے' کیونکہ اس وراثت اور برگزیدگی سے ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو چنا۔ اس برگزیدگی کے ساتھ بہت سے احکام ہیں جن کی پابندی ضروری ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ اُمت اس اِصطفاء کو اور اس ذمہ داری کو سنے گی اور اس کا حق ادا کرے گی؟ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو وراثت کتاب کے لیے چنا' پھر اس نے اپنے فضل سے نوازنے کا اعلان فرمایا' حتیٰ کہ گناہ گاروں کے لیے بھی فضل موجود ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ اس امت میں تین گروہ ہوں گے' ایک اپنے اوپر ظلم کرنے والا' دوسرا اوسط درجے والا اور تیسرا نیکیوں میں سبقت لے جانے والا۔ پہلا گروہ ''اپنے اوپر ظلم کرنے والا'' ہے۔ اس کا ذکر شاید پہلے اس لیے کیا گیا کہ ان کی تعداد زیادہ ہو گی اور یہ وہ فریق ہے جس کی برائی کا پلڑا جھک جائے گا' نیکیاں کم اور برائیاں زائد ہوں گی۔ دوسرا فریق مُقْتَصِد (درمیانہ

درجے کا) ہوگا کہ جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ اور تیسرا فریق سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ (نیکیوں میں آگے بڑھنے والا) ہے یعنی اس کی نیکیاں برائیوں سے زائد ہوں گی۔ لیکن اللہ کا فضل ان تینوں فریقوں پر مشتمل ہوگا اور تینوں (زود یا بدیر) جنت میں جائیں گے اور وہ انعام پائیں گے جن کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ گو اِن کے درجے (اور وقتِ دخولِ جنت) مختلف اور متفاوت ہوں گے''۔ (۳)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

''یعنی پیغمبر کے بعد اس کتاب کا وارث اس اُمت کو بنایا جو بحیثیت مجموعی تمام اُمتوں سے بہتر و برتر ہے۔ ہاں اُمت کے سب افراد یکساں نہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جو باوجود ایمانِ صحیح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں (یہ ''ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ'' ہوئے) اور وہ بھی ہیں جو میانہ روی سے رہتے ہیں' نہ گناہوں میں منہمک' نہ بڑے بزرگ اور ولی (ان کو مُقْتَصِدٌ فرمایا) اور ایک وہ کامل بندے جو اللہ کے فضل و توفیق سے آگے بڑھ بڑھ کر نیکیاں سمیٹتے اور تحصیل کمال میں مقتصدین سے آگے نکل جاتے ہیں۔ وہ مستحب چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتے اور گناہ کے خوف سے مکروہ تنزیہی بلکہ بعض مباحات تک سے پرہیز کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی بزرگی اور فضیلت تو ان کو ہے۔ ویسے چنے ہوئے بندوں میں ایک حیثیت سے سب کو شمار کیا' کیونکہ درجہ بدرجہ بہشتی سب ہیں۔ گناہ گار بھی اگر مؤمن ہے تو بہرحال کسی نہ کسی وقت ضرور جنت میں جائے گا۔ حدیث میں فرمایا کہ ہمارا گناہ گار معاف ہے' یعنی آخر کار معافی ملے گی' اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے۔ اللہ کریم ہے' اُس کے یہاں بخل نہیں''۔ (٤)

شیخ غلام اللہ خانؒ تفسیر جواہر القرآن میں فرماتے ہیں:

''یہ وارثانِ کتاب اللہ (قرآن) کے لیے بشارتِ اُخروی ہے۔ اَلَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا سے اُمتِ محمدیہ کے علماء مراد ہیں جو کتاب اللہ کو سمجھیں اور اس کے احکام پر عمل کریں۔ پھر ان میں تین گروہ ہوئے۔ اوّل ''ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ'' جنہوں نے کتاب اللہ پر عمل کرنے اور اس کی خدمت کرنے میں بہت زیادہ کوتاہی اور سستی کی۔ دوم ''مُقْتَصِدٌ'' جن کے عمل بالکتاب اور مخالفت کے پلڑے برابر رہے۔ سوم ''سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ'' جن کے عمل بالکتاب اور اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوا۔ لیکن یہ تینوں جماعتیں جنت میں جائیں گی۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے بروایت ابوسعید

خدری ؓ:

((هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ وَكُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ)) (۵)

[یہ سب کے سب ایک ہی درجے کے لوگ ہیں اور سب کے سب جنتی ہیں]

نیز آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((سَابِقُنَا سَابِقٌ وَمُقْتَصِدُنَا نَاجٍ وَظَالِمُنَا مَغْفُورٌ لَّهُ)) (۶)

[ہمارا (یعنی میرا اُمتی) آگے بڑھنے والا تو آگے بڑھنے والا ہی ہے' ہمارا مُقْتَصِد (بیچ کی راس رہنے والا) کامیاب ہے (قیامت کے دن) اور ہمارا ظالم (اپنے نفس پر ظلم کرنے والا) بخشیدہ ہے]۔

وراثت قرآن کے لیے اُمت میں سے خاص بندوں کو چن لینا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور فضل ہے''۔ (۷)

حواشی

(۱) تفہیم القرآن' سید مودودی' جلد چہارم۔
(۲) تفسیر ابن کثیر' حافظ عماد الدین ابن کثیر' جلد چہارم۔
(۳) فی ظلال القرآن' سید قطب شہید' جلد ہشتم۔
(٤) تفسیر عثمانی' سید شبیر احمد عثمانی' ص ٥٨٤۔
(٥) اخرجه احمد والطیالسی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویه والبیهقی والترمذی وحسنه (روح المعانی' ج۲۲' ص ۱۹۷)
(٦) قرطبی' ج ١٤' ص ٢٤٦۔
(۷) جواہر القرآن' از افادات محمد حسین الوانی' جلد ۳۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ کے مکمل دورۂ ترجمہ قرآن اور دروس وخطابات کے علاوہ تلاوتِ قرآن' کتب احادیث کے تراجم' میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے' اردو و انگریزی کتب' کیسٹس' سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے!